ہارون الرشید
معاصر آراء

ناتمام (۱)

درمدح ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ

ایک قاری نے سوال کیا ہے اور وہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ یہ کہ تم گاہے ابوالکلام کا ذکر کرتے ہو۔ اس تکریم اور احترام سے کیوں کرتے ہو کہ وہ تو پاکستان کے مخالف تھے۔

کسی لکھنے والے کو خواہ وہ اس حقیر ایسا ہی کیوں نہ ہو، ہجوم سے رہنمائی حاصل نہیں کرنی چاہیئے۔ رہنما تو فقط ضمیر ہی ہو سکتا ہے لیکن اس میں کلام نہیں کہ لکھنے والوں کی ساری اہمیت اور بہت کچھ توقیر قاری کے دم قدم سے ہے۔ اخبار نویس صوفی نہیں ہوتا کہ صلہ و ستائش سے بے نیاز ہو یا ملامت اور مسترد ہونے کے اندیشے کو نظرانداز کر سکے لہٰذا سوال کیا جائے تو اس پر جواب لازم ہے۔

جی ہاں! یہ خطاکار ابوالکلام کا اکرام کرنے کے جرم کا اعتراف کرتا ہے۔ ایک ابوالکلام ہی پر کیا منحصر ہے، وہ تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق اور حسین احمد مدنی کا خوشہ چین بھی ہے۔ ابوالاعلیٰ کی بات تو دوسری ہے کہ ۱۹۷۱ء سے شروع ہونے والی آزمائشوں کے عہد میں یہ انہی کے ماننے والے تھے جنہوں نے سب سے آگے بڑھ کر دفاع وطن کی جنگ لڑی لہٰذا اب ذہنی طور پر مجنوں اور مفلس لوگوں کے سوا سید مودودی کے حوالے سے حُبِ وطن کی بحث تمام ہو چکی ہے۔

کاش کوئی قرینہ ہوتا کہ چند جملوں میں اس شخص کے کردار کا احاطہ کیا جا سکتا جسے امام الہند کہا گیا، جس کے لئے امیر شریعت کا خطاب تجویز ہوا اور جسے اب تاریخ ابدالآباد تک ابوالکلام کے نام سے یاد رکھے گی۔ یہ بجا کہ محمد علی جناح.... قائداعظم محمد علی جناح ہمارے لیڈر ٹھہرے۔ سچ تو یہ ہے کہ قوم نے انہیں اپنا رہبر تسلیم کیا اور اپنی عنان اس کامل یقین کے ساتھ ان کے ہاتھ میں دے دی جو اولاد کو باپ پر ہوتا ہے۔ وہ اس کے مستحق تھے کہ قدرت نے انہیں حیرت انگیز جرأت، عزم، دیانت، خلوص اور بصیرت سے نوازا تھا۔ وہ بھیڑوں کے اس گلے کا گڈریا بننے کے مستحق تھے۔ یہ تاریخ کے فیصلے خدا کے فیصلے ہیں۔ ارشاد یہ ہے "زمانے کو برا مت کہو کہ میں زمانہ ہوں"

لیکن کون سنگ دل اور سفاک ہے؟ کون مفلس اور تہی دامن ہے جو ابوالکلام کی عظمت سے انکار کی جرأت کرے۔ وہ کون تھا جس نے شباب کی آنکھ کھولنے سے پہلے ہی سر ہتھیلی پر رکھ لیا تھا اور وہ کون تھا کہ لڑکھڑانے کی عمر میں داخل ہونے سے بھی پہلے جس کے علم و ادراک کا غلغلہ ہندوستان کی ساری فضا میں برپا ہو چکا تھا۔ یہ ابوالکلام تھے جن کے تہوّر نے ہندوستان میں استعمار کی ہیبت کو حقیر بنا دیا۔ نہیں خدا کی قسم یہ حیلہ جو گاندھی اور بے عقیدہ پنڈت نہرو نہ تھے۔ اگر کوئی ابوالکلام کے سوا بھی تھا تو وہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور محمد علی جوہر تھے۔

پاکستان ایک تجربہ ہے۔ ساری پستیوں اور ذلتوں کے باوجود جن میں ہم مبتلا ہیں اور جن سے اس مقدس سرزمین کے پیکر پر زخم لگے۔ خدائی اشارے یہ ہیں کہ یہ تجربہ ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب رہے گا۔ اس کامرانی کے لئے اگر ہماری شہ رگوں کا خون نچوڑنا پڑے اور ہمیں اپنی اولاد قربان کرنی پڑے تو یہ سودا مہنگا نہ ہوگا کیونکہ خاکم بدہن اس تجربے کی ناکامی کے پار، دنیا کی وہ سب سے زیادہ سنگدل قوم کھڑی ہے کہ جسے حکمرانی اور ظلم کے مواقع عطا ہوئے تو چنگیز اور ہلاکو کے مظالم بچوں کی کہانیاں بن جائیں گے۔

اس کے باوجود میں دہراتا ہوں کہ پاکستان ایک تجربہ ہے جبکہ اسلام اور انسانی اقدار دائمی اور ابدی حقائق ہیں۔ جب پاکستان وجود نہ رکھتا تھا تو اسلام تب بھی اللہ کا دین تھا اور انسانی و اخلاقی اقدار تب بھی زندگی کی سب سے قیمتی متاع تھیں۔ ابوالکلام ایک انسان تھے اور یہ ان کی خطا ہے کہ وہ پاکستان کو بنتے ہوئے نہ دیکھ سکے لیکن اسلام اور اخلاق کے کسی بھی پیمانے سے دیکھا جائے تو وہ ایک عظیم الشان آدمی تھے۔ دین کی ان جیسی غیرت کس میں تھی؟ ان سے بڑھ کر قرآن کا ادراک کس کو تھا؟ اپنے ذاتی کردار میں کتنے لوگ ابوالکلام ایسے اجلے ہوسکتے ہیں؟ حریت مآب ابوالکلام نے ہندوستان کے بے توقیر مسلمانوں کو اسلام سمجھایا، انہیں آزادی کی عظمت سے آشنا کیا اور بہت سے پہلوؤں سے ایک نمونۂ عمل بن کر دکھایا، فقر میں شہنشاہی اور وحشت کے طوفان میں شائستگی کا نمونہ۔ اگر باقی سارے اصول باطل ہیں اور اگر صرف پاکستان کی حمایت ہی واحد اصول ہے تو ان مسلم لیگی لوڈیوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو ۱۹۴۷ء یا ۱۹۴۶ء میں آناً فاناً اس قافلے سے آملے، جو اب منزل پہ پہنچنے والا تھا۔ معاف کیجئے قائداعظم ان کے چند ساتھیوں، طالب علموں، کارکنوں کے استثنیٰ کے ساتھ مسلم لیگی لیڈروں کی عظیم اکثریت ابن الوقتوں اور حقیر کردار کے لوگوں پر مشتمل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان ان کی ابن الوقتی اور پستیٔ کردار کی تماشہ گاہ بنا اور اب تک بنا ہوا ہے۔

وطن کی محبت سے محرومی انسان کو آدمیت کے ارزل ترین درجے میں پہنچا سکتی ہے اور اسلام کے نام پر وجود پانے والے وطن کی محبت سے محرومی تو شاید گناہ کے زمرے میں آئے گی لیکن گستاخی معاف اگر مجھے لوڈہی مسلم لیگیوں اور ابوالکلام آزاد میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو میں قیامت کے دن ابوالکلام کے ساتھ اٹھائے جانے کی آرزو کروں گا۔ کیا عمر بھر کے زہد و ایثار کے ساتھ اندازے اور تجزیئے کی ایک غلطی کرنے والے سرفروش اور عالم پر پستیٔ کردار کے ان نمونوں کو ترجیح دی جائے گی جن کا کارنامہ فقط یہ ہے کہ ان کا ایک سیاسی اندازہ درست رہا..... ہاں قائداعظم اور ان کے بعض ساتھی ایک استثنیٰ ہیں یا نوجوانوں کا وہ ہجوم جو اس اولوالعزم کے گرد جمع ہوگیا تھا لیکن جہاں تک عام لیگی لیڈروں کا تعلق ہے، خدا کی قسم ان میں سے بیشتر موجودہ مسلم لیگی لیڈروں سے بھی بدتر تھے اور جس طرح ان لیڈروں کا اعزاز صرف پیپلز پارٹی کی مخالفت ہے ان کا اعزاز بھی کانگریس سے مخالفت کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ لوگ بدتر نہ ہوتے تو یہ ملک مذاق نہ بنتا۔ کتنے مسلم لیگی ہیں جو ۱۹۷۱ء میں ڈھاکہ میں نمودار ہونے والے طوفان میں کھڑے رہے؟ کتنے مسلم لیگی ہیں جو افغانستان کے راستے پاکستان کی طرف بڑھنے والی پاگل روسی فوج کی مزاحمت کے لئے اٹھے؟ کتنے مسلم

لیگی ہیں جو مقبوضہ کشمیر میں مسلم برصغیر کے مستقبل کی جنگ میں شرکت پر آمادہ ہوں؟

تعصب اور صداقت میں ایک ازلی تصادم ہے۔ نفرتوں کے مارے لوگ کبھی سچائی کو نہیں پاسکتے۔ پاکستان ایک حقیقت ہے جو ہر پاکستانی کو ماں باپ اور اولاد سے بڑھ کر عزیز ہونا چاہیئے۔ قائداعظم کا تاریخی کارنامہ بھی ایک عظیم صداقت ہے لیکن سچ یہ ہی ہے کہ استعمار کے خلاف ایک جنگ مکتب دیوبند کے زعماء نے لڑی۔ ابوالکلام، عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق اور ان کے ساتھیوں نے لڑی۔ بے شک ظفر علی خان اور محمد علی جوہر نے بھی لڑی لیکن ایک کے اعتراف کی بنیاد دوسرے کے انکار پر کیوں کھڑی کی جائے۔ کیا ہم اتنے کھوکھلے اور پست ہو چکے ہیں کہ پورا سچ سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے؟

کسی عہد کی تاریخ کا کامل ادراک ممکن نہیں، جب تک کہ اس کی سیاسی کشمکش سے پیدا ہونے والے تعصبات تحلیل نہ ہوجائیں اور یہ وقت ابھی نہیں آیا..... مسلم لیگیوں کی دکان پر اب بھی تعصب ہی کا کاروبار ہوتا ہے اور ان کے ناکام اور زخمی حریفوں کے پاس تو تعصب کے سوا کچھ بچا ہی نہیں۔ لہذا ابھی انتظار لازم ہے۔ حتی کہ زمانہ کروٹ لے اور صداقت آشکار ہوجائے۔

اور ہاں! میرے پیارے قاری، ابوالکلام ہندستان کی تقسیم کے مخالف تھے پاکستان کے مخالف نہ تھے۔ جب پاکستان بن چکا تو انہوں نے بارہا صاف اور دوٹوک لہجے میں کہا تھا کہ اب مسلمانوں کو اپنی ساری توانائی پاکستان کے استحکام پر صرف کردینی چاہیئے۔

اور یاد رکھیئے ابوالکلام بزدل اور مصلحت کوش نہ تھے۔ وہ ہجوم کی خوشنودی کے کبھی آرزومند نہ تھے۔ ایسے ہوتے تو آخر میں مسلم لیگ میں شامل ہوجاتے۔

اقبال نے سچ کہا تھا پاکستان کے مخالف یہ نہ سمجھ پائے کہ قوم محض وطن سے نہیں بنتی لیکن سچ تو یہ بھی ہے کہ مسلم لیگ نے بھی اپنی جدوجہد وطن کی آرزو ہی پر استوار کی تھی! جی ہاں صرف آرزو پر!

(روزنامہ "خبریں" لاہور۔ ۱۷ جون ۱۹۹۶ء)

احرار ختم نبوت سنٹر کی تعمیر

جدید مرکز احرار دارالعلوم ختم نبوت اور احرار ختم نبوت سنٹر مقابل مرکزی مسجد عثمانیہ، معاویہ چوک، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی۔ کی تعمیر کا کام جاری ہے ضلع ساہیوال بالخصوص علاقہ چیچاوطنی کے ساتھی خصوصی توجہ فرمائیں۔

رابطہ:۔

دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ چیچا وطنی۔